قرآن اور تاثیرِ قرآن —— ایک معجزہ

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

ماہ رمضان المبارک نزولِ قرآن کا مہینہ ہے اور جس طرح رمضان المبارک مسلمانوں کو نیکی، تقویٰ اور پاکیزگی کا سبق دیتا ہے اسی طرح قرآنِ پاک پوری بنی نوع انسان کے لیے کتاب ہدایت اور رہنمائے صراطِ مستقیم ہے۔ اسی ہدایت کی خاطر اس میں قدرت نے ایک خاص تاثیر پوشیدہ رکھی ہے جو تسخیرِ قلوب کی عظیم الشان قوت رکھتی ہے۔

قرآن کا نزول کوئی معمولی درجے کا واقعہ نہیں ہے بلکہ قیامت تک کی انسانیت کو اللہ سے مخاطب ہونے اور اس سے اپنی زندگی کے لیے رہنمائی حاصل کرنے کا موقع فراہم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس حقیقت نے قرآن کی فضیلت کو دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ اہمیت عطا کی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی واحد کتاب ہے جو دُنیا میں اپنے حقیقی خدوخال کے ساتھ اور زیر و زبر کے معمولی سے فرق کے بغیر موجود ہے۔ دُنیا کے کسی خطے میں جائیے آپ کو ہر جگہ یہی قرآن اسی ترتیب، انہی حروف اور انہی الفاظ میں ہر کہیں ملے گا۔ اور ان میں ذرہ برابر بھی فرق نہ ہوگا یہ بھی اس کے کلامِ الٰہی ہونے کی ایک بیّن دلیل ہے۔

یہ قرآن ایک معجزہ ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ سال تک پے درپے اور موج در موج نازل ہوتا رہا۔ جب یہ نازل ہو رہا تھا تو اس کلام کے سامنے بڑے بڑے زبان آور خطیبوں، شاعروں اور ادیبوں کی زبانیں گنگ تھیں۔ وہ جلیل و جمیل، عظیم و کبیر، فصیح و بلیغ، تند و تیز اور زوردار ہولناک و ہیبت ناک، دہشت ناک و مرعوب کُن گرجنے والا اور

دبا دینے والا۔ عاجز کر دینے والا اور سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دینے والا اور ورا الورا ہیبت کا حامل غیر انسانی الٰہی کلام تھا۔ قرآن ایک معجزہ بن کر اُترا جس کا کسی کے پاس کوئی توڑ نہ تھا جو سیلاب کی طرح یلغار کرتا، برق کی طرح کڑکتا، بارش کی طرح برستا، بادل کی طرح چڑھتا، بجلی کی طرح کوندتا، دریا کی طرح لہریں مارتا، طوفان کی طرح اُمنڈتا اور پھولوں کی طرح مہکتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلامی کا انقلاب آفرین ترجمان یہی تھا۔ کفار کے سارے ہتھکنڈوں کے مقابلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ تنہا ہتھیار کافی تھا۔

تنہا یہ قرآن ہی کافروں کی ساری یلغاروں پر بھاری تھا۔ اس کا کوئی توڑ نہ تھا۔ اس کا کوئی جوڑ نہ تھا۔ اس کا مقابلہ کسی کے بس میں نہ تھا۔ یہ بے پناہ توانائی کا حامل ہتھیار تھا، جو حضورؐ کے پاس تھا۔ اس کی کوئی بات بھی ایسی نہ تھی جس پر گرفت کی جاسکے اور جس کی تردید ہوسکے۔ اور جس سے پہلوتہی کی جاسکے۔ یہ زبانوں کو گنگ کر دینے والا، عقلوں کو دنگ کر دینے والا اور چہروں کو فق کر دینے والا کلام تھا۔ یہ بار بار اپنے مخاطبین اور منکروں کو چیلنج کرتا تھا۔ اور اس کے چیلنج کا کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ حضورؐ تنہائی کے باوجود اس کے ذریعے عظیم لشکروں کے مالک تھے۔ بے بسی کے باوجود اس کے ساتھ بہت زورآور تھے۔ بے سہارا ہونے کے باوجود اس کے ذریعے زبردست تائید اور حمایت کے حامل تھے۔ اس کی حمایت نے حضورؐ کو ایک ایسی حمایت فراہم کر دی تھی جس کے بعد حضورؐ کو اور کسی حمایت کی محتاجی نہ تھی۔

آج تک دُنیا میں کسی نے اتنا بڑا دعویٰ نہیں کیا جتنا بڑا دعویٰ حضور اکرمؐ کا تھا کہ آپؐ رحمت للعالمین ہیں۔ آپؐ خاتم النبیین ہیں، آپؐ ساری دُنیا کی طرف ہادی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اپنے اس عظیم دعوے کے ثبوت میں آپؐ نے بس یہی ایک کتاب دُنیا کے سامنے پیش کر دی اور اس کتاب نے ساری دُنیا کو چیلنج کر دیا۔ اس کتاب کے سامنے آج تک کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔

قرآن کی یہ خصوصیت حیران کُن ہے کہ اس میں بیک وقت علوم عقلی اور علومِ رُوحانی و اُخروی دونوں پُرزور دریاؤں کی طرح پہلو بہ پہلو جوش مارتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اس میں سمندر کی سی گہرائی اور عُمق ہے۔ اس میں سمندر کے موتیوں کی سی نفع رسانی اور آب و تاب ہے۔ اس میں شکوک و شبہات کو بہالے جانے والی روانی اور قوت ہے۔ اس میں بے تکان مسلسل پڑھتے جانے کی رعنائی، خوبی اور لذت ہے۔ اس عظیم اور بھاری بھرکم کتاب میں حفظ ہو جانے اور دل و دماغ میں اُتر جانے کی خوبی ہے۔ اس کی ہدایت کسی کے لیے خاص نہیں ہے سب کے لیے عام ہے۔ اس کے ارشادات محدود نہیں غیر محدود ہیں۔ یہ فطرتِ انسانی کے عین مطابق اور اس کے پاکیزہ تقاضوں کی خود داعی ہے۔ اس میں کسی نسل یا قوم کی محدودیت نہیں ہے۔ یہ کسی گروہ کو خدا کی بندگی سے ازلی طور پر خارج نہیں کرتی اور نہ کسی گروہ کو ازلی طور پر خدا کی معبودیت کا مصداق قرار دیتی ہے۔

یہ وہ کتاب ہے جس نے رُوئے زمین کے ہر خطّے تک اپنے قوانین پہنچائے اور ان کا واحد قابلِ عمل ہونا ثابت کیا ہے۔

یہ وہ کتاب ہے جس نے رنگ و قومیت اور مُلک و ملت کے امتیاز سے بالا ہو کر ساری دُنیا کو اپنا فیض پہنچایا ہے۔ اس کتاب کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ تمام الٰہی مذاہب کی پاکیزہ تعلیمات کی تائید کرتی اور ان کو بہتر صورت میں پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب دُنیا کی کسی مسلّمہ صداقت کی تردید نہیں کرتی۔ صداقت شعاری اس کی شانِ امتیازی ہے۔ اس صداقت پسندی میں عدل و انصاف کی روش اس کا خاص طرزِ عمل ہے۔ یہ کتاب راست بازوں کی تائید کرتی اور ان کو تقویت پہنچاتی ہے۔

قرآن ایک قولِ فیصل ہے اس نے تمام انسانی مسائل کو حل کر دیا ہے۔ قرآن کے بعد افکارِ انسانی کا کوئی پیچیدہ مسئلہ بھی اب لاینحل نہیں رہ گیا ہے۔ قرآن نے افراط میں مبتلا اور تفریط کی ماری ہوئی پوری انسانیت کو اعتدال کے مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے کلام کا آغاز اس دعوے سے کر سکتی ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ

شک و شبے سے ماوراء ہے اور لاریب فیہ اس کی وہ امتیازی خصوصیت ہے جو دنیا کی کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں ہے۔ یہ قرآن ہی کی خصوصیت ہے کہ اس کا اسلوبِ بیان نہایت شائستہ، پاکیزہ اور پُرازحکمت ہے۔ اس میں کوئی ایک لفظ بھی تہذیب کے دائرے سے باہر اور شرم و حیا کے تقاضوں کے منافی نہیں ہے۔ اس نے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی ہے۔ پیدائشِ انسانی کے عقدے کو حل کیا ہے اور کمال درجے کی حکمت و شائستگی کے ساتھ اس نے ایسے نازک مسائل پر روشنی ڈالی ہے جو صرف اسی کا حصہ ہے

قرآن نے کہا:

ترجمہ: اے رسولؐ سب کو کہہ دیجیے کہ اگر سب انسان اور تمام جن بھی مجتمع ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں اور پھر وہ اس قرآن جیسی کوئی کتاب بنانا چاہیں تو ہرگز ہرگز ایسا نہیں کرسکیں گے۔

قرآن کا یہ دعویٰ صدیوں سے قائم ہے اور اس دعوے کی موجودگی میں مخالفینِ اسلام چاہے کتنا ہی زور لگالیں وہ قرآن کے سامنے بے بس ہیں۔ ایک انسان جس نے کوئی تعلیم نہیں پائی اور انہیں کے درمیان پلا بڑھا ہے۔ وہ ایسا چیلنج دے رہا ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کے چیلنج کو باطل کرسکے۔ آج دنیا ترقی کر کے علم و ادب کے تارے توڑ لائی ہے، علوم کے دریا بہا دیئے گئے ہیں۔ علوم کی یونیورسٹیاں کھڑی ہوگئی ہیں اور آج بھی یہ چیلنج اسی طرح سب اہلِ باطل کے سامنے کھڑا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اس زبان میں جس میں یہ چیلنج دیا گیا ہے جس قدر زیادہ مہارت رکھتا ہے اسی قدر وہ بہتر جانتا ہے کہ اس کا جواب ممکن نہیں ہے۔

قرآن نے زندگی کے بارے میں بنیادی اُصول بیان کیے ہیں۔ قوموں کے عروج و زوال کی حکمتیں اور دلائل بیان کیے ہیں اور آج زمانہ کے علوم ترقی کر کے کہیں سے کہیں چلے گئے ہیں۔ آج بھی قرآن کے ان اُصولوں میں کوئی اُصول بھی نہ پُرانا ہوا ہے اور نہ اس کی تردید ممکن ہے۔ اس میں باطل کا کوئی دخل نہیں ہے۔ زمانے کی ترقی نہ اس میں کسی شے کو کم ثابت کرتی ہے اور نہ زیادہ۔ یہ ایک

مکمل جامع اور ناقابل ترمیم و اضافہ کتاب ہے۔

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ٥ (حٰمٓ سجدہ ۴۲)

"باطل اس کے آگے یا پیچھے سے نہ آسکے گا۔ یہ تو خدائے حکیم و محمود کی طرف سے نازل کردہ ہے۔"

قرآن کا مقابلہ ممکن ہی نہیں ہے نہ اس کی شیرینی کا، نہ ادبیت کا، نہ روانی کا اور نہ موزونیت کا، نہ تلاوت اور لطافت کا، نہ زورِ بیان اور زورِ استدلال کا، نہ حرکت اور تحریک کا، نہ رعب و دبدبہ اور عظمت کا۔ یہ چھوٹے چھوٹے بولوں اور پیارے پیارے جملوں کا مرقع ہے — زبان شستہ، الفاظ شیریں، جملے با اثر، تراکیب دلگداز، انداز بیان ادب سے بھرپور، ایسا کلام جو دلوں میں تیر و نشتر کی طرح اُترتا چلا جاتا ہے۔ آنکھوں میں حسن و خوبی کی طرح سماتا چلا جاتا ہے۔ کانوں میں مٹھاس کی طرح رس گھولتا ہے۔ اور اس کے جملوں کا حسنِ تناسب آدمی کو اسے دہرانے، یاد کرنے، تلاوت کرنے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ سچائیاں عالمگیر بیان ہوتی ہیں اور الفاظ و تماثیل مقامی استعمال ہوتے ہیں۔ دلائل آفاقی ہیں اور تاریخی شواہد مانوس اور جانے پہچانے ہیں۔ حقائق ازلی و ابدی ہیں اور مثالیں آس پاس کی ہیں۔ سننے والوں میں سے کسی کے لیے بھی کوئی چیز ناقابل فہم اور اجنبی نہیں ہے۔ اس میں سنگ دلوں کو پگھلا دینے کی قوت ہے۔ اس میں بے حسوں کو جھنجھوڑ ڈالنے کی صلاحیت ہے۔ اس میں ظالموں کو موم کر دینے کی حرارت ہے۔ اس میں بے سمجھوں کو سمجھا دینے کا سلیقہ ہے۔ اس میں جاہلوں کو علم دینے، بے شعوروں کو شعور عطا کرنے اور بے خبروں کو آگاہ اور متنبہ کرنے کی طاقت ہے۔ اس میں جباروں کو ڈرا دینے کی اور بزدلوں بہادر بنا دینے کی اور شاہزوں کو جھکا دینے کی توانائی ہے۔ اس کی یہی اثر پذیری تھی جس سے بڑے بڑے مضبوط دل والے خوف کھاتے تھے۔ کانوں میں روئی ٹھونس لیتے تھے کہ یہ قرآن اُن کو فتح نہ کر لے اور جب اسے بادشاہوں کے درباروں میں پڑھا جاتا تھا تو درباروں میں سناٹا ہوتا تھا اور آنکھوں میں آنسو چھلک پڑتے تھے۔

مکہ کے مشرکوں نے حضورؐ کے ساتھیوں پر جب ظلم وستم کی انتہا کر دی تو انہیں حبش کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ لیکن قریش کو یہ بھی پسند نہ تھا کہ مسلمان کسی جگہ جا کر سکھ کا سانس لے سکیں۔ چنانچہ انہوں نے مشورہ کر کے سفارت مرتب کی اور شاہ حبشہ نجاشی اور اس کے درباریوں کے لیے تحفے تحائف لے جا کر پیش کیے اور پھر ان سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے "بھگوڑوں" کو اُن کے حوالے کر دیں۔ اہلِ دربار کو وہ پہلے ہی ہموار کر چکے تھے۔ چنانچہ اس مطالبے کی تائید بھی اہلِ دربار کی طرف سے بیک وقت ہو گئی۔ لیکن نجاشی نے کہا "ٹھہرو میں اپنے ملک میں پناہ لینے والوں کو اس طرح کسی کے حوالے نہیں کر سکتا، جب تک یہ معلوم نہ کر لوں کہ اصل بات کیا ہے"۔ چنانچہ بادشاہ نے اصحاب رسول اکرمؐ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ انہوں نے باہمی یہی فیصلہ کیا کہ بادشاہ کے سامنے وہی تعلیم پیش کی جائے جو حضورؐ اکرم نے انہیں دی ہے۔ پھر چاہے وہ رکھے یا نکالے۔ چنانچہ دربار میں پہنچ کر حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے مہاجرین کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک بھرپور اور برجستہ تقریر کی، جس میں اپنے دورِ جاہلیت کی خرابیاں اور اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا گیا تھا۔ پھر انہوں نے قریش کے مظالم کا ذکر کیا اور اپنے حبشہ میں ہجرت کر کے آنے کی وجہ یہ بیان کی کہ وہ ظلم سے بچ سکیں۔ نجاشی نے ان کی تقریر سن کر کہا "اچھا تم مجھے ذرا وہ کلام تو سناؤ جو تم کہتے ہو کہ خدا کی طرف سے اُترا ہے"۔ اس پر حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم کی تلاوت شروع کی، جس میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کا ذکر ہے۔ نجاشی نے یہ کلام سنا تو رونے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تربتر ہو گئی۔ حضرت جعفرؓ نے تلاوت ختم کی تو نجاشی نے کہا۔

"یقیناً یہ کلام اور جو کچھ عیسیٰؑ لائے تھے، دونوں ایک ہی سرچشمے سے نکلے ہیں۔ خدا کی قسم! میں تمہیں ان کے حوالے نہیں کروں گا"۔

قریش کی سفارت کے ایک ہوشیار نمائندے نے پھر بات اُٹھائی کہ جناب ذرا ان کا عقیدہ تو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں معلوم کیجیے۔

دوسرے روز مہاجرین پھر بلائے گئے، وہ بہت پریشان تھے، انہیں معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کے ابن اللہ ہونے والا ایک نازک مسئلہ چھیڑ دیا گیا ہے، جو عیسائیوں کا متفق علیہ

عقیدہ ہے۔ لیکن مسلمانوں نے یہی فیصلہ کیا کہ بات وہ کہیں گے جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے سکھائی ہے چاہے وہ ہمیں حبش میں رکھے چاہے اُن کے حوالے کر دے۔ چنانچہ دربار میں نجاشی نے جب یہ سوال دہرایا تو حضرت جعفرؓ نے بے تکلف اور بے جھجک اُٹھ کر کہا:

هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَرُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ۔

"وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور اس کی طرف سے ایک روح اور ایک کلمہ ہیں، جسے اللہ نے کنواری مریم پر کیا"۔

نجاشی نے یہ بات سن کر زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا:

"خدا کی قسم جو کچھ تم نے کہا ہے۔ عیسیٰؑ اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہ تھے"۔

حضورؐ اکرم کی دعوتِ اسلامی کا یہی عظیم الشان ہتھیار قرآن تھا، جو حضورؐ کے پاس اللہ کی طرف سے موجود تھا۔ یہ قرآن بادشاہوں کو ان کے بھرے درباروں میں اعترافِ حقیقت پر مجبور کر دیتا تھا۔

(باقی)

تحریکی لٹریچر میں خوبصورت اضافہ

یادوں کی امانت

سید عمر تلمسانی

ترجمہ حافظ محمد ادریس

صفحات: ۵۱۲ — قیمت ۷۰/- روپے

البدر پبلی کیشنز - ۲۳ - راحت مارکیٹ اردو بازار، لاہور